OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ڈیرہ اسماعیل خان: تہذیبی و ثقافتی پس منظر

Dera Ismail Khan: A Social and Cultural Background

Khalil ur Rehman
Doctoral Candidate, Adbiat-e-Urdu Qurtuba University & Information Technology D.I. Khan
Professor Dr. Iftikhar Baig
Adbiat-e-Urdu Qurtuba University & Information Technology D.I. Khan

Abstract

Dera Ismail Khan is a city with a diverse temperament in terms of geography and culture. It also has fields, mountains, deserts, rivers, and trees such as mango, Dates, etc. Similarly, Pashto, Seraiki, Punjabi culture have come into it and taken a new form. Because of this diverse culture, it is also colorful in its literature. The style of clothing, food, marriage, death here makes it different from the meeting around you. This diversity of culture is the new galaxy of poetry and literature, when expressing emotions and thoughts here.

Key words: Dera Ismail Khan, Geographical and Cultural. Pashto, Seraiki. Diverse Culture, Poetry and Literature

تمہید

کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔ تہذیب معاشرے کے طرز زندگی اور طرز فکر احسان کا جوہر ہوتی ہے چنانچہ زبان، آلات، اوزار، پیداوار، کے طریقے، سماجی رشتے، فنون لطیفہ، علم و ادب، فلسفہ وحکمت، عقائد، اخلاق و عادات، رسوم و روایات، عشق و محبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ تہذیب اور شائستگی کے مظہر ہیں۔ لوک داستانیں، لوک موسیقی، لوک رقص، علاقائی شاعری، عادات و خصائل، لباس کی تراش خراش اور ثقافت بیاہ کی رسومات بھی ثقافت کے زمرے میں آتی ہیں۔ ہر قوم کی ایک تہذیبی شخصیت ہوتی ہے۔ اس شخصیت کے بعض پہلو دوسری

CC BY

تہذیبوں سے ملتے جلتے ہیں لیکن بعض ایسی انفرادی خصوصیتیں بھی ہوتی ہیں جو ایک قوم کی تہذیب کو دوسری تہذیبوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہیں۔ سبط حسن کے مطابق:

"انگریزی زبان میں تہذیب کے لیے کلچر کا لفظ استعمال
ہوا ہے۔ کلچر لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی
درخت یا پودے کو کاٹنا، چھانٹنا، تراشنا تاکہ اس میں نئی
شاخیں نکلیں اور نئی کونپلیں پھوٹیں۔"[1]

اردو میں تہذیب کا لفظ عموماً شائستگی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انسان اور تہذیب لازم و ملزوم ہیں۔ انسانی وجود تہذیب کے بغیر ممکن نہیں اور نہ ہی تہذیب کے بغیر انسان، انسان کہلانے کا مستحق ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان کی تہذیب و ثقافت

مجھے اپنے موضوع کے مطابق ڈیرہ اسماعیل خان کی تہذیب و ثقافت کا احاطہ کرنا ہے چنانچہ ڈیرہ اسماعیل خان جب تہذیب و معاشرت کے حوالے سے تقسیم ہند کے ابتدائی دور سے موجودہ دور تک یہاں کے لوگوں کے رہن سہن، شادی بیاہ، رسم و رواج، کھانے پینے اور لباس و زیورات میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ ناپ تول کے پیمانے تبدیل ہوگئے ہیں پہلے پائی، ٹوپہ، پڑوپی، چوتھ، اور پتھ کا رواج عام تھا۔ اور اب ہر جگہ گرام اور کلوگرام کا رواج عام ہو چکا ہے۔ پہلے شہروں اور دیہاتوں میں پختہ مکانات نظر نہیں آتے تھے اب پختہ اینٹوں اور سیمنٹ کے مکانات تعمیر کرنے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ مکانات میں استعمال ہونے والی لکڑی کی جگہ لوہے کے گارڈرز اور ٹی آئرن کا استعمال عام ہو گیا ہے۔ البتہ دامان کے دور دراز دیہاتوں میں اور کچے کے علاقوں میں ابھی تک گرمیوں میں چھپر بنائے جاتے ہیں۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی وہ اب پہلے جیسی سادگی نہیں رہی۔ دیہاتوں میں دوپہر کی روٹی، لسی، مکھن، پیاز یا گڑ کے ساتھ کھانے کا رواج ہے۔ البتہ شہر میں یہ رواج نہیں ہے۔ لباس کی وضع قطع بھی اب پہلے جیسی نہیں رہی، گھگھرا، لنگی اور چولی کا رواج اب نہ شہر میں ہے نہ دیہات میں البتہ کوہ سلیمان کے دامن کے دیہاتوں میں یہ لباس اب بھی پایا جاتا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں پردے کا رواج عام ہے عورتیں زیادہ تر عربی طرز کے برقعے، کھلے، سیاہ اور سفید ٹوپی والے برقعے استعمال کرتی ہیں۔ دیہاتوں میں مٹی اور لکڑی کے بنے ہوئے برتنوں کا رواج ختم ہو چکا ہے۔ اب ان کی جگہ گھریلو استعمال کے برتن زیادہ تر اسٹیل اور جست کے ہیں جبکہ مٹی کی ہانڈیاں اور پرات وغیرہ اب بھی استعمال کی جاتی ہیں۔

زبانیں اور ادب:

ڈیرہ اسماعیل خان میں اردو اور پشتو بولی جاتی ہے لیکن بڑی زبان سرائیکی ہے۔ جو اپنی مٹھاس اور شیرینی کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ سرائیکی تقریباً پورے ڈیرہ اسماعیل خان میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سرائیکی بولنے والوں کا اخلاق اور مٹھاس ان کے عادات و اطوار سے بھی واضح ہوتا ہے۔ سرائیکی وادی سندھ کی قدیم ترین زبان بھی ہے۔ پہلے اس بولی کو سرحد والے ڈیرے والی، پنجاب میں ملتانی، بہاولپوری اور سندھ بلوچستان میں جٹکی یا سرائیکی کا نام دیا جاتا تھا۔ لیکن اب پورے پاکستان میں اس بولی کو سرائیکی کا نام دیا جاتا ہے۔

سرائیکی زبان (ڈیرے والی) کے اہم شعراء

ڈیرہ اسماعیل خان میں سرائیکی زبان و ادب کو فروغ دینے والوں میں اس زبان کے مشہور شعراء امیر مجروح، الطاف صفدر، نصیر سرمد، تسلیم فیروز، سعید اختر سیال، عبد اللہ یزدانی، رحمت اللہ عامر، مخمور قلندری، جمشید ناصر، حفیظ شہزاد، الٰہی بخش سودائی، طاہر شیرازی، مظہر علی تابش، عصمت اللہ کومل، عبد الطیف اعوان وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان پشتو شعراء

پشتو پٹھانوں کی زبان سمجھی جاتی ہے۔ پٹھانوں کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے۔ ان کا ایک گروہ حضرت محمد ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا۔ اس گروہ میں قیس نامی ایک بزرگ تھا۔ جس کا نام تبدیل کر کے آپ ﷺ نے عبد الرشید رکھا اور اسے بطان کا لقب عطا کیا۔ بطان عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی "چھپا ہوا حصہ" کے ہیں۔ بعد میں یہ لفظ عجم میں پہنچا تو بُتان" بن گیا۔ لفظ پٹھان کی قدیم شکل ہے پٹھان اس عبد الرشید بطان کی اولاد میں سے ہیں۔ جو اب پٹھان کہلاتے ہیں اور ان کی زبان پشتو کہلاتی ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے پشتو شعراء میں عطاء اللہ خان عطا گنڈہ پور، منتظر بھٹنی، شمیم کلاچوی، عبد المجید نازک مرحوم اور نجیب اللہ جانی کے نام قابل ذکر ہیں۔

لوک ادب

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی لوک موسیقی سرائیکی اور پشتو لوک گیتوں کا حسین امتزاج ہے جو شادی بیاہ، میلے ٹھیلے اور خوشی وغیرہ کے مواقع پر دل کھول کر گائے جاتے ہیں۔ بانسری، ڈھول، شہنائی، جیڑی اور گھڑا یہاں کے قدیم ترین ثقافتی ساز ہیں۔ جو آج تک مقبول و معروف ہیں۔ ان روایتی سازوں کے علاوہ طبلہ، ہارمونیم، آہنی چمٹا اور ڈھولک وغیرہ کا بھی رواج عام ہے۔ ان مواقع پر بہت سے لوگ مل کر جو رقص کرتے ہیں اسے "دریس" کہا جاتا ہے۔ اب دنیا سمٹ کر ایک بستی کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اس لیے ڈیرہ اسماعیل خان کی تہذیب و ثقافت میں بھی واضح تبدیلیاں نظر آتی ہیں۔ اب بھنگڑا، دھمال، بریک ڈانس، اور ڈسکو ڈانس، وغیرہ یہاں کی ثقافت میں شامل ہو رہے ہیں۔ یہاں کی لوک داستانیں تقریباً ایسی ہیں جو پنجابی لوک ادب کا بھی حصہ ہیں۔ مثلاً ہیر رانجھا، یوسف خان، شہر بانو، سسی پنوں، قصہ سیف الملوک، قصہ حضرت یوسفؑ، سوہنی ماہیوال وغیرہ کی داستانیں زیادہ مشہور ہیں۔ ان طویل رومانوی داستانوں کے علاوہ مطلق العنان بادشاہوں، عقلمند وزیروں او دولت مند سوداگروں کے قصے بھی یہاں کی ثقافت میں شامل ہیں۔

چرواہے کے گیت، بانسری کی تان، مویشیوں کے گلے میں بجتے ہوئے گھنگھرو اور ٹلیاں اڑاتی ہوئی دھول، بہت دور تک کسی پنگھٹ سے بالٹی بھر لانے والی مٹیاریں اور ان کے کھنکتے ہوئے قہقہے آج بھی وہی ثقافت کا حصہ ہیں۔ یہاں چونک ، چوپال، چھدے اور ثوبت کا رواج بھی عام پایا جاتا ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان کے اہم کھانے میلے ٹھیلے اور تہوار

ڈیرہ اسماعیل خان میں ہر قسم کے کھانے تیار ہوتے ہیں لیکن جو شہرت اور مقبولیت یہاں کے روایتی کھانے ثوبت کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں ہے ثوبت ڈیرہ اسماعیل خان کی مشہور ڈش ہے۔ گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر اسے تیار کیا جاتا ہے پھر ایک ہی مقام پر مل بیٹھ کر کھایا جاتا ہے۔ یہ عربی کھانے ثرید سے مشابہ ہے اور آج کل ڈیرہ اسماعیل خان میں یہ ہر ہوٹل میں دستیاب ہے۔ محمد علی بخاری کے مطابق:

"مل کر کھانا اور مل کر رقص کرنا گویا ڈیرے والوں کا خاص وصف

ہے اسی طرح کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے گھر رشتہ دار اور پڑوسی
تمام مہمانوں اور گھر والوں کے لیے کھانا بھجواتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ
کئی روز تک جاری رہتا ہے۔"[2]

اس حوالے سے حفیظ اللہ گیلانی کیا کہتے ہیں:

"یوں تو ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں دیسی ولایتی، ملکی اور غیر ملکی ہر
قسم کے کھانے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن جو شہرت اور مقبولیت یہاں
کے روایتی کھانے ثوبت (ثرید) کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔
بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں جس نے ڈیرہ اسماعیل میں آکر ثوبت نہیں کھائی
اس نے کچھ نہیں کھایا اور جس نے عصر کے بعد دریائے سندھ کی سیر نہیں
کی اس نے کچھ نہیں کیا۔"[3]

دیہات میں "چونک" بیٹھک کو بہت اہمیت حاصل ہے علاقے کے اہم فیصلے بھی چونک میں ہوتے ہیں۔ جہاں دن ڈھلے سے رات گئے تک محفلیں رہتی ہیں اور وہاں مختلف کھیل کھیلتے ہیں۔ شادی بیاہ کی تقریبات بھی ہوتی ہیں۔ شہری علاقے میں لوگ گرمیوں میں دریائے سندھ کے کنارے "دھاونی" کا پروگرام بناتے ہیں جس کے معنی نہانا کے ہیں۔ دوست احباب گھر سے دریاں اور کھانے پینے کا سامان لے کر دریا کنارے پہنچتے ہیں۔ وہ نہاتے بھی رہتے ہیں جبکہ کنارے پر کھانا بھی پکتا بھی رہتا ہے اس طرح چار پانچ گھنٹے کی تفریح کے بعد وہیں کھانا کھا کر گھر کو لوٹتے ہیں۔ اب وقت کے ساتھ ساتھ دریائے کے کنارے چھوٹے اور بڑے ہوٹل بھی بنا دیئے گئے ہیں۔ چھٹی کے دن یہاں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ سال میں تین میلے "میلہ اسپاں، میلہ شاہ عالم اور شاہ عیسیٰ" منعقد ہوتے ہیں۔ یہ میلے مارچ کے مہینے میں ہوتے ہیں۔ ان میلوں میں لوگ دور دراز کے علاقوں سے کثرت سے آتے ہیں۔ ان میلوں میں لوک فنکار اپنے اپنے فن کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ اور تماش بینوں سے داد وصول کرتے ہیں۔ حفیظ اللہ گیلانی کے مطابق:

"ڈیرہ اسماعیل خان اسلامی تہذیب و ثقافت کا مرکز ہے اس لیے یہاں تمام
اسلامی تہوار نہایت عقیدت و احترام سے منائے جاتے ہیں۔ ان اسلامی
تہواروں کے علاوہ چند سالانہ میلے بھی جوش و خروش سے منعقد کیے جاتے ہیں۔"[4]

کئی سال پہلے ریچھ کتے کی لڑائی بھی ڈیرہ اسماعیل خان کے ثقافتی ورثے کا اہم پہلو تھا۔ خانہ بدوش لوگ اس روایتی کھیل کے لیے بڑی جسامت کے ریچھ پالا کرتے تھے۔ جنھیں ہر بڑے میلے، تہوار اور عام دنوں میں کسی موقع پر منعقد ہونے والے مقابلے میں لڑایا جاتا تھا۔ ریچھ کتے کی لڑائی پر پابندی کی وجہ سے یہ کھیل اب ترک کر دیا گیا ہے۔ تاہم تیتر، بٹیر اور مرغوں کی لڑائی سے لوگ آج بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوڑ، کشتی، نیزہ بازی، وزنی پتھر اٹھانا اور کلائی پکڑنا بھی اس علاقے کے روایتی کھیل اور یہاں کی ثقافت کا حصہ ہیں۔

مذہبی رجحان

ڈیرہ اسماعیل خان کے زیادہ تر لوگ مذہبی رجحان رکھتے ہیں اس لیے یہاں سے متعدد بار علماء کا الیکشن جیتنا یہاں کے لوگوں کے مذہبی رجحان پر دلالت کرتا ہے۔ شہری لوگ جدید سوچ رکھتے ہیں لیکن مذہب کا چلن یہاں بھی نمایاں ہے۔

دستکاریاں

ڈیرہ اسماعیل خان کی دستکاری میں لکڑی کا کام خاص طور پر سجاوٹ کے سامان نے ڈیرہ اسماعیل خان کی شہرت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہاں کا سامان ملک بھر میں بھیجا اور پسند کیا جاتا ہے۔ یہاں کے ایک استاد محمد اشرف اپنے ہنر کی وجہ سے صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی بھی لے چکے ہیں۔ استاد محمد اشرف کے ہاتھ کا بنا ہوا لکڑی کا صندوق آج بھی فرانس کے عجائب گھر کی زینت ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان تہذیبی امتزاج کا مظہر

ڈیرہ اسماعیل خان تین صوبوں کے سنگم پر واقع ہونے کی وجہ سے اہمیت وافادیت کے حوالے سے خاص طور پر اہم ہے اور یہاں پر تین تہذیبوں کے ملاپ سے حسین امتزاج پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ شہر معاشی حوالے سے پسماندہ مگر اس نے ملک و قوم کی خدمت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اس شہر کے مشرق میں بہنے والا دریائے سندھ اس کی خوبصورتی اور اہمیت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ یہ دریا یہاں کے باسیوں کی اکلوتی تفریح گاہ ہے۔ اس تفریح گاہ کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے والا اور ڈیرہ اسماعیل خان کا ٹائی ٹینک "ایس ایس جہلم" نامی واحد آبی جہاز تھا جو ۲۵ جولائی ۱۹۹۹ء کو ڈیرہ اسماعیل خان اور اس کے گردونواح میں اچانک ۱۵۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے آنے والے طوفان اور ۱۸ ملی میٹر موسلا دھار بارش کے نتیجے میں دریا برد ہو گیا۔ جس کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان اور یہاں کے عوام ایک تاریخی ورثے سے محروم ہو گئے۔ سید حفیظ اللہ گیلانی کے مطابق:

> "ایس ایس جہلم ایک تاریخی ورثہ ہونے کی وجہ سے اس سے بعض
> تاریخی یادگاریں بھی وابستہ تھیں۔ مثال کے طور پر پہلی جنگ عظیم
> کے دوران ۱۹۱۷ء میں ایس ایس جہلم موبائیل ڈسپنسری کے طور پر
> استعمال ہوتا تھا جس میں زخمی فوجیوں کو طبی امداد پہنچائی جاتی تھی۔
> یہ فرنگی دور کی نشانی بھی تھا۔ جو کہ گزشتہ کئی سالوں سے دریائے سندھ
> اور ڈیرہ اسماعیل خان شہر کی مشرق کی طرف دریا کے دائیں کنارے
> پر فرنگی حکمرانی کی یاد دلاتا رہا۔"[5]

موسم

ہاں موسم بہت سخت ہوتا ہے۔ گرمیوں میں موسم بہت گرم اور سردیوں میں بہت سرد ہوتا ہے۔ یہاں بٹیر اور سیاہ تیتر کثرت سے ملتا ہے۔ تیتر کا شکار سردیوں میں کیا جاتا ہے اسی طرح تلور، مرغابی اور کونج کا شکار بھی کیا جاتا ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور پھل اور پیشے

یرہ اسماعیل خان کی سوغات میں ڈھکی کی کھجور اور چھوارا کافی مشہور ہیں جو اندرون اور بیرون ملک بھیجی جاتی ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان کا آم بھی اپنی عمدگی اور معیار کے اعتبار سے بہت مشہور ہے پنیالہ اور جاڑا کا آم ملک بھر میں اور بیرون ملک بھی بھیجا جاتا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کا سوہن حلوہ ذائقہ اور اپنی کوالٹی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ ڈیرہ میں سوہن حلوہ کی کافی دکانیں

ہیں اور یہ ورائیٹی کا حلوہ پورے ملک میں بھیجا جاتا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں عبد اللہ کا سوہن حلوہ اپنے ذائقے کی وجہ سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔ اور ڈیرہ کے لوگ اپنے دوست احباب کو تحفتاً بھیجتے ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان کے زیادہ تر لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ یہاں غربت کی شرح بہت زیادہ ہے لیکن یہاں کے لوگ بہت ملنسار اور مہمان نواز ہیں۔ یہاں کے باشندے محبت کرنے والے اور کھرے لوگ ہیں۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے لوگوں کے مزاج کے متعلق طارق ہاشمی لکھتے ہیں:

> "ڈیرہ اسماعیل خان کے باسیوں کی بنیادی صفت ان کا سچا اور
> کھرا پن ہے لیکن یہ راستی سرو کے درخت کی طرح بے ثمر نہیں
> بلکہ کھجور کے پیڑ کی صورت بار آور ہیں۔ ان لوگوں کا لہجہ بھی
> ڈھکی کی کھجور یا سوہن حلوہ کی طرح شیرین ہے اور کبھی ذائقہ
> بدل بھی جائے تو تلخ ہونے کے بجائے "ثوبت" کی طرح ملاحت
> آشنا ہو جاتا ہے۔"[6]

تعلیم اور تعلیمی ادارے

یہاں کے تعلیمی ادارے بھی ادب و ثقافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ روزنامہ اعتدال کے مطابق:

> "ڈیرہ اسماعیل خان میں گومل یونیورسٹی میں اس وقت کل ۳۶
> ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ اس کے علاوہ سرائیکی ڈیپارٹمنٹ بھی اکیڈمک
> کونسل سے منظور ہو چکا ہے۔ اس کا سلیبس بھی بن چکا ہے۔"[7]

حال ہی میں ڈیرہ اسماعیل خان میں زرعی یونیورسٹی نے بھی کام شروع کر دیا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں پرائیویٹ یونیورسٹی "قرطبہ یونیورسٹی" کے نام سے مشہور ہے جس میں انگلش، پولیٹکل سائنس، کیمسٹری، میتھ، انٹرنیشنل ریلیشن پاکستان سٹڈی کے ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ اور یہاں ایم اے سے لے کر ایم فل اور پی ایچ ڈی تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری پرائیویٹ یونیورسٹیاں بھی موجود ہے جن میں مختلف پروگرام اور مختلف کورسز کروائے جاتے ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں میڈیکل کی تعلیم کے لیے گومل میڈیکل کالج بھی بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل ڈپلومہ کے لیے مفتی محمود ہسپتال میں ایک سکول قائم کیا گیا ہے۔ جسے اب کالج کا درجہ بھی دیا گیا ہے اس کے علاوہ کئی دوسرے چھوٹے بڑے پرائیویٹ ادارے بھی میڈیکل ڈپلومے کروا رہے ہیں۔

علاج و معالجے کی سہولیات کھیل اور ابلاغ عامہ

ڈیرہ اسماعیل خان میں صحت کے مسائل کے حل کے لیے ڈسٹرکٹ ٹیچنگ ہسپتال اور مفتی محمود ہسپتال قائم ہے۔ اور آنکھوں کے علاج کے لئے محمود آئی ہسپتال بھی موجود ہے اس کے علاوہ تحصیل لیول پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور دیہات میں رورل ہیلتھ سنٹر اور بنیادی ہیلتھ سنٹر قائم ہیں۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں کرکٹ کے لیے دو سٹیڈیم بنائے گئے ہیں جن میں ایک رتہ کلاچی اور ایک گومل یونیورسٹی میں ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں ابلاغ عامہ کے لیے ایک ریڈیو سٹیشن اور دس کے قریب لوکل اخبارات ہیں جن میں صدائے حق، اعتدال اور میزان عدل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

امن وامان کے مسائل

امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے بعد امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت افغانستان پر چڑھ دوڑا جس سے نہ صرف افغانستان متاثر ہوا بلکہ اس سے پاکستان کے اندر بھی دہشت گردی کی ایک نئی لہر پیدا ہو گئی۔ جس نے پورے پاکستان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جنوبی وزیرستان میں آپریشن کی وجہ سے تقریباً دو لاکھ اسی ہزار افراد نقل مکانی پر مجبور ہوئے جن میں سے اکثریت نے ڈیرہ اسماعیل خان کا رخ کیا۔ ڈیرہ جیسے چھوٹے شہر میں اتنے افراد کا امڈ آنا شہریوں کے لیے مسائل اور مشکلات کا سبب بنا۔ جنوبی وزیرستان میں طاقت حاصل کرنے والے طالبان کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان میں کچھ کالعدم تنظیموں نے بھی اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں جس سے فرقہ واریت کا عفریت روز بروز بے قابو ہوتا چلا گیا۔ ایک مخصوص فرقے سے تعلق رکھنے والے افراد کافی تعداد میں جمع ہو گئے جہاں کئی خود کش حملہ ہوئے۔ آن کی آن میں بیسوں افراد خاک اور خون میں نہا کر لقمہ اجل بن جاتے۔ خوف وخون کے سائے ہر در و دیوار پر لہرانے لگے بازار ویران اور سیر گاہیں سنسان ہوتیں چلی گئیں۔ امن وامان کے متوالے لوگ اور ان کی تہذیب وثقافت آخری ہچکیاں لینے لگی۔

میلے ٹھیلے اور تہواروں کی رونق ماند پڑنے لگی لوگ سر شام ہی اپنے گھروں میں محصور ہو جاتے۔ سماجی اور معاشرتی سرگرمیاں معطل ہو کر رہ گئیں امن وامان کی صورت حال بد سے بدتر ہوتی چلی گئی اور دہشت گردی صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) کے ساتھ ساتھ سارے ملک میں پھیل گئی۔ اب اس سے نہ پنجاب محفوظ رہا نہ سندھ اور نہ ہی بلوچستان۔ سید حفیظ اللہ گیلانی کے مطابق:

> "ڈیرہ اسماعیل خان چونکہ صوبہ سرحد کا ایک ضلع ہے اس لیے دہشت گردوں کی کاروائی کا آغاز ہوتے ہی اس شہر کا امن وامان بھی تہہ وبالا ہو کر رہ گیا۔ آئے دن دھماکے اور خود کش حملے ہونے لگے جبکہ ٹارگٹ کلنگ روز کا معمول بن گئی۔"[8]

یہ بات قابل افسوس ہے کہ جس طرح وطن عزیز گزشتہ کئی سالوں سے بدامنی، فرقہ واریت اور دہشت گردی کی لہر میں ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کا خطہ بھی اس مسئلے سے دوچار ہے شہر سے سرائیکی آبادی پنجاب کے نزدیکی شہر ضلع بھکر میں مسلسل منتقل ہو رہی ہے اور یہاں پشتو بولنے والوں کی کثیر تعداد آباد ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے یہاں کی تہذیبی زندگی میں تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور آبادی کا توازن بھی بگڑ رہا ہے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کا شمار پاکستان کے ان شہروں میں ہونے لگا جہاں دہشت گردی کا خوف قدرے زیادہ ہے۔ جس کی وجہ بعض نامعلوم عناصر ہیں۔ سید حفیظ اللہ گیلانی رقم طراز ہیں:

> "ڈیرہ اسماعیل خان فرقہ واریت، ٹارگٹ کلنگ اور خود کش دھماکوں سے شہر میں اس قدر خوف وہراس پھیل چکا تھا کہ عوام نے دن کی روشنی میں شہر کے اندر جانا ترک کر دیا۔ بازاروں کی رونق ماند پڑ گئی۔ تفریح گاہوں میں الو بولنے لگے۔ لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں نقل مکانی شروع کر دی"[9]

تاہم بہت زیادہ جانی قربانیاں دینے کے بعد موجودہ انتظامیہ کی فرض شناسی کی بدولت حالات پر قابو پالیا گیا ہے۔اب ڈیرہ اسماعیل خان میں امن بحال ہورہا ہے۔جو لوگ بھکر کی طرف گئے تھے وہ اب واپس آنا شروع ہوگئے ہیں۔ڈیرہ اسماعیل خان کے باشندے دعا گو ہیں کہ اس کے عہد گزشتہ کا حسن اور تہذیبی ماحول بحال ہو اور اس شہر کی ثقافتی رونقیں لوٹ آئیں اور ڈیرہ پہلے کی طرح "پھلاں دا سہرا" بن جائے۔

خلاصۂ بحث

اس بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ ڈیرہ اسماعیل خان کی تہذیب و ثقافت میں یہاں کا رہن سہن شادی بیاہ، اور فوتگی کی رسومات، میلے ٹھیلے، تہوار، سرائیکی، اردو اور پشتو زبانیں اور ان کا ادب، لوک داستانیں، یہاں کے موسم، پیشے اور زرعی پیداوار وغیرہ شامل ہیں۔ تین صوبوں کے سنگم پر واقع ہونے کی وجہ سے یہ شہر تہذیبی امتزاج کا مظہر بھی ہے۔ آج کل دہشت گردی، فرقہ واریت اور بدامنی کی وجہ سے اس شہر کی تہذیبی زندگی میں کئی تبدیلیاں بھی رونما ہورہی ہیں۔

References

[1] Sibt Ḥasan, Pakistan main TahZeeb kā Irtiqā (Karachi: Maktab Dāniāl, 1989), 21.
[2] Muhammad Ali Bukharī, Gul Badāmān (Faialabad: Misāl Publishers, 2011), 29.
[3] Hafeezullāh Gilānī, Apnā Dera Ismāīl Khan Tāreekh kay Ā'inay main (Dera Ismāīl Khān: New Khāwar kitā Markaz, 2011), 279.
[4] Gilānī, Apnā Dera Ismāīl Khan Tāreekh kay Ā'inay main, 337.
[5] Gilānī, Apnā Dera Ismāīl Khan Tāreekh kay Ā'inay main, 338.
[6] Tāriq Hāshmī, "Adabiāt-e-Dera Ismāīl Khān." Khyābān (2006):41.
[7] Roznāma A'tadāl, 2014.
[8] Gilānī, Apnā Dera Ismāīl Khan Tāreekh kay Ā'inay main, 2.
[9] Gilānī, Apnā Dera Ismāīl Khan Tāreekh kay Ā'inay main, 2.